فرد اور اجتماعیت۔تعمیری وتخریبی عوامل

(احادیث نبویہ کی روشنی میں۔تجزیاتی مطالعہ)

نسیم سحر صمد *

فرد کی فکری تربیت اور اِجتماعیت کی تشکیل وترتیب کے ضمن میں یہ حقیقت واضح ہے کہ سلسلۂ ایمانیات، عبادات اور تقویٰ جو اسلامی تعلیمات کی روح ہیں، پرعملدرآمد ایک مسلمان کو اس قالب میں ڈھال دیتا ہے جس سے وہ زندگی کی حقیقت کا صحیح سراغ لگانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔دین ایک موثر، تعمیری اور فعّال قوت بن کر زندگی کے ہر پہلو میں سرایت کر جاتا ہے۔قوتِ ایمان انسان کو روحانیت اور مادیت کے امتزاج کی اعلیٰ کیفیات تک رسائی کیلئے رہنمائی عطا کرتی ہے۔انسان کے نجی، معاشرتی وعمرانی رویّے اس صورت میں وجود پذیر ہوتے ہیں جو اِنفرادیت اور اِجتماعیت میں ایک حسین توازن قائم کرتے اور ایک دوسرے کی تکمیل اور ترفّع کا باعث بن جاتے ہیں۔رسول کریم ﷺ نے احکاماتِ الٰہیہ کی روشنی میں اُمت کی جو تربیت فرمائی یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ فرد کو ذہنی اور جذباتی سکون کا سامان فراہم کیا۔اس کی عقل وفکر کی تضحیک واستہزاء کی بجائے اس کی نشو وارتقاء کے محرکات کو تقویت بخشی، ایسی تہذیبی وثقافتی اَقدار کو پروان چڑھایا جس نے فرد اور اِجتماعیت میں ایک مثبت تعلق استوار کیا اور عمرانی زندگی کے نقشے میں ایسے رنگ بھر دیے جس سے فرد کی ذات کی ترقی کو مہمیز ملی اور اس کی بنیاد پر متحرک اِجتماعیت وجود پذیر ہوئی۔

فرد کی روحانیاتی اور مادّی اقدار کا ایسا اِرتباط تشکیل پذیر ہوا، جس نے اسلامی اِجتماعیت کے منفرد خدّ وخال متعارف کرائے۔جس میں فرد کی حریّت بھی ہے لیکن عمرانیاتی رچاؤ اس طرح پروان چڑھایا گیا ہے جو فرد اور اِجتماعیت ہر دو کیلئے باعثِ اطمینان اور باعثِ فوز وفلاح ثابت ہوتا ہے۔ڈاکٹر حمودہ عبدالعاطی کے مطابق جب خدا انسان کو زندگی عطا کرتا ہے تو وہ اسے منفرد خوبیاں اور عظیم صلاحیتیں یونہی بیکار میں ودیعت نہیں کر دیتا اور نہ وہ خاص ذمہ داریاں ہی جو وہ انسان پر عائد کرتا ہے بے معنی ہیں۔اللہ تعالیٰ مقصدِ حیات کے حصول اور منزل تک پہنچنے میں انسان کی مدد کرتا ہے۔وہ چاہتا ہے کہ انسان زندگی گزارنے کا تخلیقی فن سیکھے اور الہامی ہدایت کے مطابق زندگی سے بھرپور طور پر لطف اندوز ہو(۱)۔

معاملہ فرد کا ہو یا عمرانیاتی اعتبار سے اجتماعیت کا، مشترکہ نصب العین ان کی فوز وفلاح کی ضمانت مہیا کرتا ہے۔ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم لکھتے ہیں کہ مذہبی زندگی سپردگی کی زندگی ہے۔یہ ادنیٰ کو اعلیٰ کے، شخصی خواہشات کو لاشخصی عقل کے، بےقدر کو قابل قدر کے، دنیوی کو اُخروی کے اور جزوی کو کلّی کے تابع کرتا ہے۔خدا پر اِیمان ایک غیر فانی کا ادراک ہے اور چونکہ علمِ صحیح بالواسطہ یا بلاواسطہ عمل سے تعلق رکھتا ہے اس لیے تمام زندگی اس سے ہدایت یاب اور مبدّل ہو جاتی ہے۔تمام علم ایک مضمر قوت ہے اور عاقل

* پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور، پاکستان۔

ومہربان کا حقیقی علم زندگی کو عقل کے ذریعہ سے عقل ومحبت کے مطابق ڈھال لیتا ہے۔اس مفہوم میں سپردگی، زندگی کے تحفظ اور ترفّع کے معنی رکھتی ہے۔اسلام کے معنی اسی عقیدہ اور طرزِ عمل کے ہیں۔اور باقی تمام اسی سے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔جو کوئی اس کے خلاف جاتا ہے وہ اپنی ہستی کو ذلیل اور تباہ کردیتا ہے۔اس لیے خدا پر ایمان، تخمین وظن یا محض مفروضہ نہیں ہے اور نہ یہ کوئی مذہبی عقیدہ کہلایا جاسکتا ہے بلکہ یہ موت اور زیست کا سوال ہے۔ایمان لاؤ اور زندہ رہو یا ایمان نہ لاؤ اور تباہ ہو جاؤ۔کثرت پرستی یا خدا کے علاوہ دوسری ہستی یا ہستیوں کی پرستش کے خلاف قرآن کا جوش وغضب ایک اِذعانی مسلک کی دوسرے مسلک کے خلاف لڑائی یا کسی الٰہیاتی نظریہ کی دوسرے نظریہ پر ترجیح نہیں ہے۔حق یا حسن یا خوبی کی تلاش بالآخر صحیح اور فوق الذات حقائق کی تلاش ہوتی ہے اور یہ تمام اصلاً ایک ہیں (۲)۔

فرد اور اِجتاعیت کی مثبت نشو وارتقاء کے تعمیری عوامل میں ربوبیتِ الٰہیہ کا اقرار کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔رسولِ کریم ﷺ نے اسی اُساس پر خوبصورت نظم اِجتاعی کی تشکیل وتعمیر فرمائی جس نے تاریخ انسانی کے اُس دور میں جسے زمانۂ جاہلیت کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے میں، مثالی اِجتاعیت، عمرانیاتی نظم وضبط اور فرد کی ترقی کی مثالیں قائم فرمائیں۔ابوالکلام آزاد قومی ترقی اور فلاح کیلئے جماعت کی تشکیل میں پانچ مراتب کا لحاظ ضروری خیال کرتے ہیں۔

i. اِجتماع، ii. اِتحاد، iii. ائتلاف، iv. اِمتزاج، v. نظم

ان پانچ عناصر کو وہ ہر قومی تنظیم یا اجتاعیت کیلئے لازم سمجھتے ہیں۔اِجتماع سے مقصود یہ ہے کہ افراد کا ایسا مجموعہ جس میں اتحاد، ائتلاف، امتزاج اور نظم ہو۔اِتحاد سے مقصود یہ ہے کہ وہ اپنے اعمالِ حیات میں منتشر نہ ہوں، ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں اور ان کے تمام اعمال مل جل کر انجام پائیں کسی گوشۂ عمل میں بھی پھوٹ اور بیگانگی نہ ہو۔

ائتلاف سے مقصود ایسا اتحاد ہے جو محض مل جانے کا نام نہیں بلکہ کسی تناسب کے ساتھ صحیح اور مناسب ترکیب پر مبنی اتحاد ہو۔یعنی منتشر افراد اس طرح باہم ملے ہوں کہ جس فرد کو اُس کی صلاحیت وقوت کے مطابق جو جگہ ملنی چاہیے وہی جگہ اسے ملی ہو، اور ہر فرد کی انفرادی قوت کو جماعتی ترکیب میں اتنا ہی دخل دیا جائے جتنی مقدار میں دخل پانے کی اس میں استعداد ہے۔

اِمتزاج کا مطلوب یہ ہے کہ اس میں کمیّت سے کیفیت حاصل کر سکتا ہے ویسا ہی مزاج اس کے ساتھ ملایا جائے۔یہ نہ ہو کہ دو ایسے آدمیوں کو ملا دیا جائے جن کی طبیعت وخصلت اور استعداد وصلاحیت باہم گر میل نہیں کھاتی اور اس لیے خواہ کتنا ہی دونوں کو ملاؤ لیکن تیل اور پانی کی طرح ہمیشہ الگ الگ ہی نظر آئیں، باہم مل جل کر یک جان نہ ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ نے افرادِ انسانی کو بھی اس لیے پیدا کیا تا کہ ان کے باہم ملنے سے جماعت پیدا ہو، جماعت ایک مرکّب وجود ہے۔افراد اس کے عناصر ہیں۔فرد جب تک اپنے بقیہ ٹکڑوں سے نہ مل جائے، کامل وجود نہیں پاسکتا۔لیکن یہ باہم ملنا اِمتزاج کے ساتھ ہونا چاہیے تا کہ ہر ٹکڑا اپنے صحیح مناسب ٹکڑے کے ساتھ مل کر اس طرح جڑ جائے کہ معلوم ہو کہ یہ نگینہ اسی انگشتری کے لیے تھا۔نظم سے مقصود

جماعت کی وہ تربیتی وتقویمی حالت ہے جب اس کے تمام اَفراد اپنی اپنی جگہوں میں قائم اپنے اپنے دائرہ میں محدود اور اپنے اپنے فرائض واعمال کے انجام دینے میں سرگرم ہوں (۳)۔فرد اور اجتماعیت کی تشکیل پذیری کے تعمیری عوامل واسباب کے متعلق قرآنِ حکیم اور احادیثِ نبوی ﷺ میں تفصیلی رہنمائی موجود ہے۔ وہ تمام کیفیات جو اس ضمن میں اہمیت رکھتی ہیں ان کو حضور ﷺ نے موثر پیرائے میں بیان فرمایا۔

اخوت:

مسلمانوں کی اِجتماعیت کا سب سے نمایاں اور اِمتیازی وصف یہ بیان فرمایا گیا:

" أفضل الأعمال الحبّ في الله والبغض في الله"(٤)

''اعمال میں سے افضل اللہ کی خاطر محبت رکھنا اور اللہ کی خاطر دشمنی رکھنا ہے۔''

"ترى المؤمنين في تراحمهم و توادّهم و تعاطفهم كمثل الحسد إذا اشتكى عضواً تداعى له سائر جسده بالسّهر و الحميّ"(٥)

آپؐ نے عمرانیاتی زندگی میں مسلمان اِجتماعیت کا باہمی تعلق ایک جسم کے مانند قرار دیا۔جس میں باہمی رحمت، اُلفت و محبت کا جذبہ اسی طرح متحرک ہوتا ہے جس طرح ایک جسم کے مختلف اعضاء میں اور ایک عضو کی تکلیف تمام جسم کو درد اور بخار میں مبتلا کر دیتی ہے۔ یہ اسی کیفیت کی نشاندہی ہے جو ہم گذشتہ صفحات میں اجتماعیت کے پانچ مراتب کی صورت میں بیان کر چکے ہیں کہ مسلمان اِجتماعیت جسم اور اس کے اعضاء کی طرح اِجتماع، اِتحاد، ائتلاف، اِمتزاج اور نظم کی خصوصیت سے مالا مال، ایک دوسرے کیلئے باہمد گر تکمیل کا ذریعہ بن جاتی ہے اور عمرانیاتی ماحول میں پاکیزہ فضا بہتر نتائج پیدا کرتی ہے۔یہی وہ ماحول ہے جس میں اِیمان کی کیفیت اُس ترفّع سے ہمکنار ہوتی ہے جس کی نشاندہی رسولِ اکرم ﷺ نے یوں بیان فرمائی:

" المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده ، والمهاجر من هجر مانهى الله عنه"(٦)

" ألا أخبركم بالمؤمن، من أمنه النّاس علىٰ أنفسهم و أموالهم و المسلم من سلم المسلمون من لسانه و يده ، والمجاهد من جاهد نفسه في طاعته، والمهاجر من هجر الخطايا و الذنوب"(٧)

مسلمان کی علامت یہ قرار پائی کہ ہیئتِ عمرانی میں دوسرے مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ کے شر سے محفوظ رہیں اور آپؐ نے مہاجر اس کو قرار دیا جو اُن امور کو ترک کرنے والا ہو جن کی اللہ تعالیٰ نے ممانعت فرمائی گویا یہ پہلو بھی فرد اور اِجتماعیت کے حوالے سے تعمیری عوامل میں ہی شمار ہوسکتا ہے کہ حیاتِ اجتماعی معصیتِ الٰہیہ کے رویوں سے مجتنب اور محفوظ فضا میں پروان چڑھے۔

اخلاقی اَقدار:

باہمی تعلقات کے قیام و اِستحکام کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ پاکیزگی اور تقدس پر مبنی رویے اختیار کیے جائیں۔ باہمی لعن

طعن، گالی گلوچ اور فحش گفتگو کو ناپسند فرمایا گیا۔ مسلمان معاشرت کو صداقت کا امین بنایا اور کذب گوئی سے مجتنب رہنے پر زور دیا گیا۔ حضورﷺ کا ارشاد ہے:

" إنّ الصّدق يهدي إلى البرّ، و إنّ البرّ يهدي إلى الجنّة، وإنّ الرّجل ليصد ق حتى يكون صديقا"(٨)

حضورﷺ نے حیاء کو حرزِ جان رکھا اور مسلمان اجتماعیت کیلئے اسے ایمان کی نشانی قرار دیتے ہوئے یہ بھی واضح فرمایا کہ جب حیاء باقی نہ رہے تو جو چاہے کرو۔

"الحياء لا يأتي إلّا بخير"

"فإنّ الحياءَ من الإيمان"

"إذا لم تستح فاصنع ماشئت"(٩)

گویا حیاء وہ وصفِ حسنہ ہے جو نیکی پر منتج ہوتا ہے۔ اور اگر نفسِ انسانی میں حیاء باقی نہ رہے تو ہر بات کی تمیز اُٹھ جاتی ہے اور معاشرت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اجتماعی زندگی میں باہمی معاملات میں ایک دوسرے کی تعظیم وتکریم اور ایذاء سے اجتناب کے رویوں کو فرداور اجتماعیت کی تشکیل کے تعمیری عوامل میں شامل فرمایا:

"من كان يؤمن بالله و اليوم الأخر فلا يؤذجاره، و من كان يؤ من بالله و اليوم الأخر فليقل خيراً أو ليصمت"(١٠)

حضور نبی کریمﷺ نے معاشرتی اتحاد وہم آہنگی کو پروان چڑھانے کیلئے یہ تاکید فرمائی کہ بزرگوں کا احترام کیا جائے، ارشاد ہے:

" كبّر الكبر "(١١)

آپؐ نے حکیمانہ طور پر اُن اُمور کی نشاندہی بھی فرمائی جن کو ملحوظ رکھ کر توشۂ آخرت کیلئے مثبت کاوش پر تحریض دلائی۔

'' إنّما المفلس الّذى يفلس يوم القيامة"، كقوله : إنّما الصّرعة الّذى يملك نفسه عند الغضب"(١٢)

عمرانیاتی فضا کو آداب سے مزین کرنے کیلئے استئذان سے آغاز کرتے ہوئے مختلف آداب متعارف کروائے۔

"إذا استأ ذن أحد كم ثلا ثاً فلم يؤذن له فلير جع ''(۱۳)

یعنی جب تم میں سے کوئی ایک، تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو چاہیے کہ وہ لوٹ جائے۔

فرداور اجتماعیت کی تشکیل کے تعمیری عوامل کے حوالے سے بھی عمرانیاتی سطح پر جو نصب العین متعین فرمایا گیا، اس میں دنیاوی زندگی کے فانی ہونے کو واضح طور پر بیان کیا گیا۔

" كن في الدّنيا كأنك غريب أوعابر سبيل "(١٤)

گویا اس دارالعمل سے توشۂ آخرت اکٹھا کرنے کی ترغیب دی گئی۔ جو دارالجزاء میں کام آسکے اور فوز وفلاح کے حصول میں معاون ثابت ہو۔ اسی نقطہ نظر کے مطابق حضورﷺ نے اپنی اُمت کو یہ حکیمانہ وضاحت فرمائی:

"فإنّ ماله ماقدّم و مال وارثه ما أخّر" (۱۵)

"پس بے شک اس کا مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیجا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو اس نے پیچھے چھوڑا۔"

رسولِ کریم ﷺ نے غنیٰ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

"لیس الغنیٰ عن کثرۃ العرض، ولکن الغنیٰ غنی النفس" (۱٦)

اسی تناظر میں رسول کریم ﷺ نے فقر کی فضیلت کی نشاندہی بھی فرمائی۔

"قال لرجل عنده جالس: "مارأيك في هذا؟" فقال: رجل من أشراف النّاس، هذا واللّٰه حريّ إن خطب أن ينكح، و إن شفع أن يشفّع، قال: فسكت رسول اللّٰه ﷺ ثم مرّ رجل فقال له رسول اللّٰه ﷺ: "مارأيك في هذا؟" فقال: يا رسول اللّٰه ﷺ، هذا رجل من فقراءِ المسلمين، هذا حريّ إن خطب أن لا ينكح و إن شفع أن لا يشفّع، و إن قال أن لايسمع لقوله. فقال رسول اللّٰه ﷺ "هذا خير من ملءِ الأرض مثل هذا" (۱۷)

مداومتِ عمل:

مداومتِ عمل کو پسند فرمایا گیا کیونکہ فرد اور اجتماعیت کی کامیابی کی روح عمل کی مداومت ہے۔لیکن مداومتِ عمل میں اِنتہا پسندی سے منع فرمایا۔حضرت عائشہؓ سے مروی حدیث میں بیان ہے:

"مه! مه! خذوا من العمل ما تطيقون فإن اللّٰه لايملّ حتى تملّوا" (۱۸)

اس کے ساتھ ساتھ رحمتِ الٰہیہ کی اہمیت بھی اجاگر فرمائی۔

"لن ينجّي أحداً منكم عمله، قالوا: ولا أنت يا رسول اللّٰه؟ قال: ولا أنا إلا أن يتغمّدني اللّٰه (منه) برحمة سدّدوا و قاربوا، و اغدوا و روحوا، و شيئاً من الدّلجة والقصد القصد تبلغوا" (۱۹)

آپؐ نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کو وہ اَعمال زیادہ پسند ہیں جو مداومت سے سرانجام دیے جائیں خواہ وہ قلیل تعداد میں ہوں اور نصیحت فرمائی:

"إكلفوا من الأعمال ما تطيقون" (۲۰)

باہمی معاشرت میں اِجتماعی امن وسکون کو پروان چڑھانے کیلئے کلام پر قابو پانے کی بھی تلقین فرمائی۔آپؐ نے فرمایا:

"إنّ العبد ليتكلّم بالكلمة من رضوان اللّٰه لا يلقي لها بالاً يرفع اللّٰه بها درجات، و إنّ العبد ليتكلّم، بالكلمة من سخط اللّٰه لايلقي لها بالاً يهوي بها في جهنّم" (۲۱)

آپؐ نے اس حقیقت کی نشاندہی بھی فرمائی:

"حجبت النّار بالشّهوات، وحجبت الجنّة بالمكاره" (۲۲)

"یعنی آگ کو شہوات سے ڈھانپ دیا اور جنت کو فرد کی ذمہ داریوں سے۔"

فرد کو شہوات سے اجتناب کی تحریک دے دی اور واضح فرما دیا کہ جنت اور اس کی نعمتوں کا حصول آسان نہیں کیونکہ اس

کے حصول کیلئے بھاری مشقت میں سے گزرنا پڑتا ہے اور یہ سعی وکوشش ہی نجات کا باعث ہے۔

معاشرتی تفاوت کا صحیح تصور:

معاشرتی تفاوت جو عین فطری چیز ہے اس کیلئے مثبت لائحہ عمل اختیار کرنے کی تجویز ارشاد فرمائی، تاکہ فرد اور جماعت کو متوازن فکر کا حامل بنایا جائے اور ان عمرانی درجات کا فرق کسی قسم کا منفی کردار ادا نہ کرے۔

"إذا نظر أحد كم إلى من فضّل عليه في المال والخلق، فلينظر إلى من هو أسفل منه ممّن فضّل عليه "(۲۳)

''جب تم میں سے کوئی ایسے شخص کو دیکھے جسے مال اور تخلیق میں فضیلت حاصل ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے سے کم تر کو دیکھے جس پر اس کو فضیلت حاصل ہے۔''

رسولِ کریم ﷺ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو تاکید فرمائی:

" أنظر إلى من تحتك ولا تنظر إلى من فوقك ، فإنه أجدر أن لا تزدرى نعمة الله عندك"(۲٤)

یہ احساس بھی دلایا گیا کہ عمر کے کسی ایک دور میں کیے گئے اعمال ہی کافی نہیں بلکہ نجات اور کامیابی کیلئے ضروری ہے کہ اعمالِ حیات کا انجام خیر پر مبنی ہو۔

"إنّ العبد ليعمل - فيما يرى النّاس - عمل اهل الجنّة و إنّه لمن اهل النّار، و يعمل فيما يرى النّاس، عمل اهل النّار، و هو من اهل الجنّة، و إنّما الاعمال بخواتيمها"(۲٥)

تقویٰ:

حضرت ابوھریرہؓ کو مخاطب کرتے ہوئے اُن بنیادی اوصاف کی نشاندہی فرمائی جو ذاتی ترفع اور اجتماعی طور پر مثبت نتائج مرتب کرتے ہیں۔

" يا أبا هريرة كن ورعاً، تكن أعبد النّاس، و كن قنعاً، تكن أشكر النّاس و أحبّ للنّاس ماتحبّ لنفسك، تكن مؤمنا و أحسن جوار من جاورك ، تكن مسلما و أقلّ الضّحك ، فإنّ كثرة الضّحك تميت القلب"(۲٦)

''اے ابو ہریرہؓ تو تقویٰ اختیار کر، سب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا اور قناعت کر سب لوگوں سے زیادہ شکر گزار بن جائے گا اور لوگوں کیلئے وہی چیز پسند کر جو اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے تو صاحبِ ایمان بن جائے گا اور اپنے پڑوسی سے اچھا برتاؤ کر صاحبِ اسلام بن جائے اور کم ہنسا کر پس بے شک ہنسی کی زیادتی دلوں کو مُردہ کر دیتی ہے۔''

یہ وہ حکیمانہ پند ونصائح ہیں جو فرد کی شخصی زندگی کے حوالے سے اگر جزوِ لازم ہو جائیں تو یہ تمام افراد کی اجتماعی عمرانیاتی زندگی کی نمایاں اور امتیازی خصوصیت کے رُوپ میں اُجاگر ہوں گی۔ آپ ﷺ کا قولِ مبارک ہے:

" البرّ حسن الخلق، والإثم ماحاك في صدرك، و كرهت أن يطّلع عليه النّاس"(۲۷)

نیکی اور گناہ کا تصور:

فرد اور اِجتماعیت کی تشکیل پذیری کیلئے تعمیری اور تخریبی عوامل کے حوالے سے نیکی اور گناہ کے تصور کی وضاحت درحقیقت اس شعور وآگہی کو پیدا کرنا ہے جس کی موجودگی میں عمرانیاتی زندگی میں سب لوگ اِثم وعدوان سے آگاہ ہونے کی بناء پر مجتنب رہیں اور بھلائیوں کو فروغ دینے والے بن جائیں۔ فرد کی شخصی زندگی کو پروان چڑھانے کے حوالے سے آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"و لاتباغضوا ،ولا تحاسدوا ،ولا تدابروا، و كونوا عباد الله إخواناً "(۲۸)

باہمی بغض، حسد اور باہم منہ پھیرنے کی ممانعت فرمائی کیونکہ ان اُمور کی وجہ سے اِجتماعیت کی تعمیر اور نشو وارتقاء کے محرکات کو خدشات لاحق ہو سکتے تھے۔ اخوت و بھائی چارہ کی فضا بحال رکھنے کی تاکید فرمائی گئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انسان کی فطری جذباتی متقضیات کا لحاظ فرمایا اور کشیدگی کی صورت میں اُصل الاُصول مقرر فرمایا اور تعلقات کی بحالی کی ابتداء کرنیوالے کی فضیلت بیان فرمائی:

" لا يحلّ لمسلم أن يهجر أخاه فوق ثلاث ليال ، يلتقيان فيعرض هذا و يعرض هذا ، و خير هما الّذى يبدأ بالسّلام "(۲۹)

''یعنی کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین رات سے زیادہ علیحدہ رہے۔ کہ وہ باہم ملے، ایک ایک طرف منہ کرلے اور دوسرا دوسری طرف منہ کرلے اور اِن دونوں میں سے بہتر وہ ہے جو سلام سے اِبتداء کرے۔''

شخصی اور اجتماعی اعتبار سے بیان کردہ اِن اُمور کے علاوہ رسول کریم ﷺ نے نشاندہی فرمائی جو باہم تعلقات میں خرابی کا باعث بن کر نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

"أيّا كم و الظّن ، فإنّ الظّن أكذب الحديث، ولا تحسّسوا، ولا تحسّسوا، ولا تنافسوا، ولا تحاسدوا، ولاتباغضوا، ولا تدابروا، و كونوا عباد الله اخواناً"(۳۰)

باہمی منافست، تجسس اور تحسس (کان لگانا) اور ایک روایت کے مطابق تناجش سے مجتنب رہنے کی تاکید سے مراد عمرانیاتی استحکام کے موانعات پر کڑی نظر رکھنا ہے، تاکہ اجتماعیت کے مفادات کمزور نہ پڑ جائیں۔ حضرت ابوھریرۃؓ سے مروی ہے:

"من نفّس عن أخيه المسلم كربة من كرب الدّنيا نفّس الله عنه كربة من كرب الآخرة، و من سترعن أخيه المسلم ستره الله في الدّنيا و الآخرة والله في عون العبد ماكان العبد في عون أخيه"(۳۱)

حضور ﷺ کا یہ فرمان بھی اِجتماعیت کی اہمیت کی دلالت کرتا ہے۔ جس میں مختلف منفی پہلوؤں کی نشاندہی کرکے اس کی وعید فرمائی گئی۔

" من فارق الجماعة و خرج من الطّاعة ، فمات فميتته جاهلية، و من خرج على امتي

بسیفه، یضرب برها و فاجرها ، لایحاشي مؤمنا لإیمانه و لا یعني لذی عهدٍ بعهده، فلیس من أمتی، و من قتل تحت رایة عمیّة ، یغضب للعصبیّة، أویقاتل للعصبیّة، أو یدعوا إلی العصبیّة، فقتله جاهلیّة"(٣٢)

''یعنی جو شخص جماعت سے علیحدہ ہوا اور اطاعت سے خارج ہوا اور مر گیا تو جاہلیت کی موت مرے گا اور جو شخص میری امت پر اپنی تلوار کے ساتھ نکلے، نیک اور بد سب کو مارے اور نہ مؤمن کو اس کے ایمان کی وجہ سے چھوڑے اور نہ عہد والے سے اس کا عہد پورا کرے سو وہ میری امت میں سے نہیں ہے اور جو شخص بغاوت یعنی گمراہی کے جھنڈے تلے لڑے یا تعصب کی خاطر غصہ یا لڑائی کرے یا تعصب کی طرف دعوت دے اور قتل ہو جائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگی۔''

حضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

"سباب المسلم فسوق" و قتا له کفر "(٣٣)

''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔''

حضور ﷺ نے ان عوامل کی بھی نشاندہی فرمائی جو معاشرے کیلئے منفی اجتماعی رویوں کا باعث بن جاتے ہیں، چنانچہ ان سے اجتناب کا حکم دیا۔حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نے فرمایا:

" یا عائشة! إنّ شرّ النّاس منزلة عند اللّٰه یو م القیامة، من ودعه أو ترکه النّاس ا تقاءَ فحشه"(٣٤)

''اے عائشہؓ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک برا شخص وہ ہوگا جس کو لوگ رخصت کریں یا اس کے فحش کی وجہ سے چھوڑ دیں۔''

" إیّا کم و الظلم فإنّ الظّلم ظلمات عند اللّٰه یوم القیامة و إیّا کم و الفحش فإن اللّٰه لا یحبّ الفحش التّفحّش و إیّا کم و الشحّ فإنّه دعا من قبلکم فأستحلوا محارمهم و سفکوا دماءَ هم و قطعوا أرحامهم"(٣٥)

''فرمایا: بچو ظلم سے پس بے شک ظلم قیامت کے روز اللہ کے نزدیک تاریکیوں میں سے ہے اور بچو فحش کاموں سے پس بے شک اللہ تعالیٰ فاشی اور تفحش کو پسند نہیں کرتا اور بچو حرص اور طمع سے پس تم سے پہلے اس کی وجہ سے لوگوں نے حرام کو حلال ٹھہرایا اور آپس میں ایک دوسرے کا خون بہایا اور باہم قطع رحمی کی۔''

باہمی حقوق و فرائض:

حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کے باہمی حقوق کی نشاندہی کرتے ہوئے جن اُمور کو اس میں شامل فرمایا وہ نہ صرف انسان کی ذاتی اخلاقی عظمت کی دلیل ہوتے ہیں بلکہ درحقیقت انسان کی اجتماعیت کو تقویت دینے والے پہلو بھی ہیں۔

آپ ؐ کا ارشاد ہے:

" حقّ المسلم على المسلم ستّ، إذا لقيته فسلّم عليه و إذا دعاك فأجبه، وإذا إستنصحك فأنصح له ، و إذا عطس فحمد اللّٰه فشمّته و إذا مرض فعده ، و إذا مات فأتبعه"(٣٦)

یعنی باہمی ملاقات کے وقت سلامتی کی دعا دینا، دعوت کو قبول کرنا، ضرورت کے موقع پر نصیحت کرنا، چھینکنے پر تحمید کے جواب میں تشمیت کہنا، مریض کی عیادت کرنا اور موت پر اس کی تجہیز وتکفین اور تدفین میں شرکت کرنا درحقیقت انسان کے باہمی تعلقات کو فروغ دینے کا باعث ہی بنتے ہیں۔(۳۷)

" لا يشكر اللّٰه من لا يشكر النّاس"(٣٨)

امام الخطابی اس کی وضاحت میں رقمطراز ہیں:

هذا الكلام يتأول على وجهين : أحدهما أن من كان طبعه و عادته كفران نعمة الناس و ترك الشكر لمعروفهم كان من عادته كفران نعمة اللّٰه و ترك الشكرله سبحانه . والوجه الآخر أن اللّٰه سبحانه لايقبل شكر العبد على إحسانه إليه إذا كان العبد لايشكر إحسان الناس و يكفر معروفهم لإتصال أحد الا مرين بالآخر"(٣٩)

گویا ایک دوسرے کیلئے باہمی تشکر کے جذبات، محبت ومؤدت میں اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔رسولِ کریم ﷺ نے مسلمانوں کے مابین باہمی محبت کو پروان چڑھانے کیلئے ایک دوسرے کے ساتھ تشدد کا رویہ اختیار کرنے کو بھی ناپسند فرمایا۔چنانچہ ایک دوسرے پر ہتھیار اٹھانے کو برا جانا اور فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں جو ایک دوسرے پر ہتھیار اٹھائے یعنی مسلمان کو ایک دوسرے کے لیے معین ومددگار بن کر زندگی بسر کرنے کی تلقین بھی اسی لیے فرمائی کہ عمرانی زندگی میں اجتماعیت فرد کیلئے معاونت کا باعث ثابت ہو۔آپ کا ارشادِ مبارک ہے:

"من حمل علينا السّلاح فليس منّا " (٤٠)

" من ستر أخاه المُسلم في الدُنيا ، ستره اللّٰه في الآخرة، و من نفّس عن أخيه كربة من كرب الدّنيا، نفس اللّٰه عنه كربة يوم القيامة، و اللّٰه في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه"(٤١)

"أكمل المؤمنين ايمانا أحسنهم خلقا، و خيارهم خيارهم لنسائهم"(٤٢)

جنت میں داخل ہونے والے اُمور کے بارے میں سوال کی جوابی وضاحت میں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

" أفش السّلام، و أطعم الطّعام ، وصل الأرحام، و قم بالليل و النّاس نيام ، ثمّ أدخل الجنّة بسلام "(٤٢)

''اور سلام کو پھیلاؤ اور کھانا کھلاؤ اور رشتہ داری کے تعلق کو جوڑے رکھو اور رات کو قیام کرو جبکہ لوگ سو رہے ہوں تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔''

مذکورہ تمام اُمور فرد کے جماعتی کردار سے ہی متعلق ہیں، کہ اگر وہ اُن کو احسن طریقے سے سرانجام دیتا ہے تو وہ جنت کی نعمتوں کا سزاوار ہوگا۔مجالس میں باہمی دلآزاری پیدا کرنیوالے اور اخلاقی دناءت کے اس پہلو سے اجتناب کا حکم دیا کہ کسی کو اس

کی نشست سے اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھا جائے۔جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے:

"لا يقيمنّ أحدكم الرّجل من مجلسه ثمّ يجلس فيه"(٤٣)

مجلسی آداب کا ہی یہ تقاضا بھی حضور ﷺ سے مروی روایات میں موجود ہے کہ اگر کوئی بتقاضائے حاجت اٹھ کر جائے اور واپس اُسی مجلس میں آئے تو اُس نشست کا زیادہ حق دار ہے۔

"من قام من مجلسه ثمّ رجع إليه ، فهو أحقّ به"(٤٤)

دو افراد کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھنے کو بھی جائز تصور نہیں کیا گیا۔اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے اجتماعیت کے وسیع تر مفاد کو مستحکم کرنے والے ان چھوٹے چھوٹے پہلوؤں کی شخصی تربیت پر توجہ مبذول کی تاکہ عمرانی تقاضوں کی تکمیل میں تمام مسلمان کسی خطا کے مرتکب نہ ہوں۔اجتماعی نشست گاہ (مثلاً اقامت صلوٰۃ کی جماعت) میں مرد اور خواتین کی صفوں کی ترتیب کی نشاندہی بھی فرمائی۔کہ مردوں کی صفیں مقدّم ہوں اور خواتین کی مؤخر،اور لامحالہ حضور ﷺ کی قائم کردہ اس ترتیب میں فتنہ کی صورتحال کو قابو کرنے کی علّت ہی موجود ہے۔آپؐ نے فرمایا:

"خير صفوف الرّجال المقدّم و شرّ صفوف الرّجال المؤخّر و خير صفوف النّساءِ المؤخر، و شرّ صفوف النّساءِ المقدّم"(٤٥)

معاشرت اور اجتماعیت میں مرد و زن کے ناروا اختلاط کو نامناسب سمجھا گیا ہے۔اس کے علاوہ دونوں جنسوں کی تعظیم و تکریم بھی ان احتیاطی اَقدار سے وابستہ ہے تاکہ اجتماعیت کی تہذیب و ثقافت کی منفرد خصوصیات منصۂ شہود پر آئیں۔اسلامی تہذیب و ثقافت کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں باہمد گر تشبّہ کو ناپسند کیا گیا ہے۔حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"لعن رسول اللهﷺ المتشبهين من الرجال بالنساء و المتشبّهات من النّساء بالرّجال"(٤٦)

''رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

اجتماعیت کی تشکیل کو نقصان پہنچانے والی تخریبی عوامل میں اس مجلسی بد اخلاقی کو بھی شامل کیا کہ اگر تین لوگ موجود ہوں تو دو آپس میں راز و نیاز نہ کریں۔

"إذا كان ثلاثة، فلا يتنا جي إثنان دون واحد"(٤٧)

باہم مسلمانوں کو شخصی تربیت کے حوالے سے اس حقیقت کا اِحساس دلایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ظاہرداری اور خارجی مظاہر سے زیادہ تمہارے قلبی و باطنی محرکات کا لحاظ رکھتا ہے۔حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا:

"إن الله لا ينظر إلىٰ صوركم و أموالكم و لكن ينظر إلىٰ قلوبكم و اعمالكم "(٤٨)

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اَموال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔''

اِجتماعیت کے حوالے سے فرد کی شخصی ذمہ داری کا تعین کرتے ہوئے آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ اپنے بھائی کی مدد کرو چاہے ظالم ہو یا مظلوم، اگر ظالم ہے تو اُس کو روک دو اور اگر مظلوم ہے تو اُس کی مدد کرو، جیسا کہ ارشاد ہوا:

" لا بأس ولينصر الرّجل أخاه ظالماً أو مظلوماً إن كان ظالماً فلينهه، فإنّه له نصر، وإن كان مظلوماً فلينصره "(۴۹)

حضور نبی کریم ﷺ نے ظلم کی مختلف نوعیتوں کی نشاندہی فرماتے ہوئے اس کے انتہائی برے نتائج مثلاً باہمی قتل کو بھی ناپسند فرمایا۔ایک دوسرے مسلمان پر ہتھیار اٹھانے کو برا جانا اور انتہائی وعید بیان فرمائی:

" إذا أشار المسلم على أخيه المسلم بالسّلاح فهما علىٰ حرف جهنّم فإذا قتله خرّا جميعاً فيها"(۵۰)

عمرانی واجتماعی زندگی میں ایک ضرورت اپنے جان و مال، اہل و عیال اور دین کا تحفظ بھی ہے۔اگر کوئی ان کی حفاظت میں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تو اس کو رسول کریم ﷺ نے شہادت قرار دیا۔مختلف روایات میں اس کے مکمل طریقِ کار کا اِحاطہ موجود ہے۔حضرت سفیان ثوریؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اگر کوئی میرا مال چھیننا چاہے تو کیا کروں آپؐ نے فرمایا" ذكره بالله "اس کو اللہ سے ڈرا۔وہ کہنے لگا اگر نہ ڈرے تو آپؐ نے فرمایا"فاستعن عليه من حولك من المسلمين "" کہ اپنے ارد گرد کے مسلمانوں سے مدد لے۔" وہ کہنے لگا اگر مسلمان ارد گرد نہ ہوں تو آپؐ نے فرمایا" فاستعن عليه بالسّلطان " " کہ اپنے حاکم سے مدد لے،" وہ کہنے لگا کہ اگر حاکم مجھ سے دُور ہو تو آپؐ نے فرمایا "قاتل دون مالك حتّى تكون من شهداء الآخرة أو تمنع مالك "" کہ تو اپنے مال کیلئے لڑائی کر یا تو تُو شہید ہو جائے گا یا تو اپنا مال بچا لے گا"(۵۱)۔

ایک دوسری روایت میں آپؐ نے فرمایا:

" من قتل دون ماله فهو شهيد و من قتل دون أهله فهو شهيد و من قتل دون دينه فهو شهيد و من قتل دون دمه فهو شهيد"(۵۲)

"یعنی جو شخص اپنے مال اور اپنے گھر والوں اور اپنے دین اور اپنی جان کیلئے مارا جائے وہ شہید اور ایک اور روایت میں ہے کہ جو ظلم سے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔"

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضور ﷺ سے یہ بھی روایت فرمایا ہے کہ اگر دو مسلمان باہم ایک دوسرے کے خلاف اپنی تلوار اٹھاتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں آگ میں جائیں گے۔آپؐ سے دریافت کیا گیا کہ یہ تو قاتل ہے مقتول کو کیوں ڈالا جائے گا تو آپؐ نے فرمایا کیونکہ اُس نے بھی اُس کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔جیسا کہ آپؐ کا ارشادِ مبارک ہے:

" إذا تواجه المسلمان بسيفيهما، فالقاتل و المقتول في النّار" قال: فقلت - أوقيل : يارسول الله! هذا القاتل فما بال المقتول؟ قال: " إنّه قد أراد قتلَ صاحبه"(۵۳)

معاشرہ میں کمزور اور قابلِ توجہ طبقات کی ضروریات کی تکمیل پر نظر رکھنا بھی اِجتماعیت کے استحکام کیلئے فرد کی شخصی ذمہ

داریوں میں شامل ہے۔ چنانچہ احادیثِ نبوی ﷺ کی رہنمائی یہاں بھی دستیاب ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

" السّاعي على الأرملة و المسكين ، كالمجاهد في سبيل الله -و احسبه قال:- و كالقائم لايفتر و كالصّائم لايفطر" (٥٤)

بیوہ اور مسکین کیلئے کوشش کرنیوالا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح یا جو کوتاہی کے بغیر قیام کرنیوالا اور ہمیشہ حالت ِصوم میں رہنے والا ہو، کی مانند ہے۔ عمرانی تقاضوں اور ضروریاتِ زندگی کی تکمیل کیلئے لامحالہ آبادی کے بازاروں میں لین دین اور معاملات کی ادائیگی سے واسطہ پڑتا ہے۔ لیکن حضور نبی کریم ﷺ نے ان مقامات کا جائز مصرف بھی واضح کیا اور ان مقامات میں موجودگی کے حق کو ادا کرنا بھی لازم قرار دیتے ہوئے فرمایا:

" إيّاكم و الجلوس بالطّرقات" فقالوا: يا رسول الله! مابدّلنا من مجالسنا نتحدّث فيها، فقال رسول الله ﷺ: "إن أبيتم فأعطوا الطريق حقّه"، قالوا : وما حقّ الطريق يا رسول الله ﷺ؟ قال:"غضّ البصر، و كفّ الأذى، و ردّ السّلام، و الأمر بالمعروف و النّهى عن المنكر"(٥٥)

گویا مختلف سرگرمیوں کی ادائیگی کیلئے غضِ بصر، اذیت دینے کی ممانعت، سلام کا جواب دینے، اُمر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکید فرمائی گئی۔ مادّی معاملات میں بھی دینی روح کو بیدار رکھا گیا، تاکہ فرد اور جماعت کا باہمی ربط و اِتصال دین کی بنیادوں پر اِستحکام حاصل کرتا رہے۔

فرد اور اجتماعیت کی تشکیل کے تعمیری عوامل کے حوالے سے جماعتی آداب کے ضمن میں آپؐ نے مجالس کو امانت قرار دیا مگر اس کی استثنائی نوعیت کی نشاندہی بھی فرمادی۔ کہ جس میں مجلس کا راز اُفشاء کرنا قابلِ مواخذہ نہیں۔ آپؐ نے فرمایا:

"المجالس بالأمانة إلّا ثلاثة مجالس: سفك دمٍ حرامٍ ، أو فرج حرام ، أو إقتطاع مالٍ بغير حقٍّ "(٥٦)

''یعنی سوائے تین کے: ناحق خون کے بارے میں، یا بدکاری، یا ناحق مال لوٹنے کے بارے میں اِستثنائی صورت موجود ہے۔''

دینِ اسلام عمرانی زندگی کی صحیح نشو و نما کیلئے اِخلاص پر بہت زور دیتا ہے اور دینی اِستقامت کو پسند فرماتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایسے لوگوں کو بدترین قرار دیا، جو دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں اور اپنے مفاد کیلئے کہیں کچھ طرزِ عمل اختیار کرتے ہیں اور کہیں کچھ، اس کے بارے میں آپؐ نے فرمایا:

"من كان له و جهان في الدّنيا ، كان له يوم القيامة لسانان من نّار"(٥٧)

اِسی تناظر میں غیبت کو ان ناپسندیدہ اُمور میں شمار کیا گیا جو اِجتماعیت کی تشکیل پر اثر انداز ہونے والے تخریبی عوامل میں سرِفہرست ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے:

"ذكرك أخاك بما يكره" قيل: أفرأيت إن كان في أخي ما أقول؟ قال: " فإن كان فيه

ماتقول فقد إغتبته و إن لم يكن فيه ماتقول فقد بهتّه"(٥٨)
" إن من أربى الرّبا الإستطالة في عرض المسلم بغير حقّ "(٥٩)
" كلّ المسلم على المسلم حرام : ماله و عرضه و دمه ، حسب امرئ من الشّر أن يحقر أخاه المسلم"(٦٠)

غیبت کے ان منفی اثرات کی وجہ سے ہی حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ کسی مسلمان کیلئے یہ برائی ہی کافی ہے کہ وہ دوسرے مسلمان بھائی کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔ یہ نہ صرف اس کی ذاتی دناءت ورزالت کا ثبوت ہے بلکہ اجتماعیت میں بھی نفرت اور ناپسندیدگی کے جذبات کو تحریک دیتی ہے۔ بالعکس اسلام یہ چاہتا ہے کہ عمرانی زندگی خیر اور بھلائی کا نمونہ ہو جس میں باہمی محبت اور ہمدردی کے جذبات پروان چڑھیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"كبرت خيانةً أن تحدّث أخاك حديثاً هو لك به مصدّق و أنت له به كاذب"(٦١)

''یعنی یہ بڑی خیانت کی بات ہے کہ تم اپنے بھائی کو ایسی بات سناؤ جس کو وہ سچ سمجھ رہا ہو لیکن تم اس کے سامنے جھوٹ بول رہے ہو۔'' یہ وہ عمل ہے جس سے دلوں میں دراڑیں اور شگاف پڑ جاتے ہیں اور عداوتیں کھڑی ہو جاتی ہیں، دشمنیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جھوٹ بولنا تو ہر حال میں زبردست گناہ ہے لیکن اس حدیث میں رسولِ اقدس ﷺ اس جھوٹ کی نشاندہی فرما رہے ہیں جہاں مخاطب اعتماد کرتے ہوئے بات کو سچ سمجھ رہا ہے، جبکہ وہ بات سچ نہیں، تو یہ دہرے گناہ یعنی جھوٹ اور خیانت کا باعث ہوگی، جس سے باہمی اعتماد بھی مجروح ہوگا (٦٢)۔

رسول کریم ﷺ نے نیک چلن، خوش خصالی اور میانہ روی کو نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ایک جزو قرار دیا ہے جیسا کہ آپؐ کا ارشاد ہے:

" إنّ الهدي الصّالح و السّمت الصّالح والإقتصاد جزءٌ من خمسة و عشرين جزءًا من النّبوة"(٦٣)

یہ تین اُمور نہ صرف فرد کی شخصیت کی اُٹھان بلکہ اِجتماعیت کی تشکیل وتعمیر میں بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے جابیۃ کے مقام پر جو خطبہ دیا تھا اس میں حضور ﷺ کی حدیثِ مبارکہ کی کئی حکمتوں کو بیان فرمایا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا:

" عليكم بالجماعة و إيّاكم و الفرقة ، فإن الشّيطان مع الواحد و هو من الإثنين أبعد، من أراد بحبوحة الجنّة فليلزم الجماعة. من سرّته حسنته و ساءَ ته سيّئته فذلكم المؤمن"(٦٤)

رسول کریم ﷺ کے اس قولِ مبارک سے اِجتماعیت کے اسلامی تصور کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ آپؐ نے تفرقہ بازی کے ان تمام محرکات سے مجتنب رہنے کی تلقین فرمائی جو اجتماعیت کے ساتھ فرد کے تعلق کو کمزور کرنے والے ہوں۔ اِبلیسی قوت جو انسان کے خلاف معاندانہ ہتھکنڈوں کو استعمال کرنے سے کبھی بھی نہیں چوکتی، کو ناکام کرنے کا ایک ہی طریقہ سمجھایا گیا کہ فرد جماعت کے ساتھ وابستہ رہے۔ اسی میں فرد کی نشوو ارتقاء ہے اور جماعت کا وجود بھی کامیابی کی منزلوں کی طرف رواں دواں رہ سکتا ہے۔ فرد اور اِجتماعیت کے اس ربط وتوازن کو زندگی کی حقیقی کامیابی قرار دیا گیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص اُخروی نعمتوں کا حقدار بننا چاہتا ہے تو اس کی جماعت کے ساتھ وابستگی لازم ہے۔ صاحبِ ایمان کی پہچان آپؐ نے یہ بیان فرمائی کہ اس کو اپنی نیکی

بھلی لگے اور اپنی برائی اچھی نہ لگے۔ایسی کیفیتِ ایمانی سے متصف افراد کی کامیابی جماعت کے ساتھ جڑے رہنے سے ہے۔گویا اس سے یہ مفہوم اَخذ کیا جاسکتا ہے کہ دینِ اسلام دینُ العمل ہے اور وہ فرد سے اس بات کا متقاضی ہے کہ عمرانی زندگی کی اکائی کے طور پر اس کے ذمہ جن فرائض کی ادائیگی لازم ہے وہ ان کو حسن وخوبی سے سرانجام دے تا کہ اِجتماعیت کا پہیہ تکمیل وترقی کی منزلوں کی طرف رواں دواں رہے۔رسولِ کریم ﷺ ماہر عمرانیات نہیں تھے لیکن اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول کی حیثیت سے آپ ؐ نے عمرانیاتی سرگرمیوں، عمرانیاتی اداروں اور فرد واجتماعیت کے باہمی تعلق کی جو تفصیلات احکاماتِ الٰہیہ کی روشنی میں مرتب فرمائیں، تا قیامت اُن سے فیض یاب ہوکر کامیاب معاشرت کی برکتوں اور رحمتوں سے مستفید ہوا جاسکتا ہے آپ ؐ کی تعلیمات کی سب سے نمایاں اِمتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں سے کچھ بھی صِرف 'نظریاتی' نہیں تھا بلکہ سب کی سب ہدایت عمل کا مرقع تھی۔'النبیّ الامیّ' ہونے کے باوجود آپ ؐ کی کامیابی کا سب سے بڑا اعزاز یہی ہے کہ آپ ؐ نے جو کچھ فرمایا،عمل کر کے دکھایا اور نافذ کر کے زرّیں روایت قائم فرمادی۔

مصادر ومراجع

۱۔ آزاد، محمد حسین، ابوالکلام، قرآن کا قانون عروج وزوال، لاہور: داتا پبلشرز، 1980ء۔

۲۔ ابن حبان، محمد بن حبان، ابو حاتم، الإمام (م-254ھ)، صحیح ابن حبان، بترتیب امیر علاؤ الدین علي بن بلبان الفارسي (م-739ھ)، لبنان: بیت الافکار الدولیۃ، 2004م۔

۳۔ ابن حجر العسقلانی، ابوالفضل احمد بن علی (م-852ھ)، مسند عائشۃ، حققہ: ابومطیع عطاء اللہ بن عبدالغفار کوریجو السندي، بیروت (لبنان) دارالمعرفۃ، الطبعۃ الاولیٰ، 1416ھ/1996م۔

۴۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، القزویني، سنن ابن ماجہ، الریاض: مکتبۃ دارالسّلام، الطبعۃ الأ والیٰ، 1420ھ/1999م

۵۔ ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث بن إسحاق (م-275ھ) سنن أبي داوٴد، الریاض: مکتبۃ دارالسّلام، الطبعۃ الأ ولیٰ، 1420ھ/1999م۔

۶۔ ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث بن إسحاق، سنن أبي داوٴد، بیروت (لبنان): دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الأ ولیٰ، 1416ھ/1996م۔

۷۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، الإمام (م:256ھ) صحیح البخاری، الریاض: مکتبۃ دارالسّلام، الطبعۃ الثانیۃ، 1419ھ/19

۸۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع الصحیح وھوسنن الترمذي، بیروت (لبنان): دارالکتب العلمیۃ، الطبعۃ الأ ولیٰ، 1421ھ/2000م۔

۹۔ الحاکم، ابوعبداللہ، محمد بن عبداللہ، النیسابوري، المستدرک علی الصحیحین، تحقیق: حمدي الدمرداش محمد، مکۃ المکرمۃ: مکتبۃ النزار المصطفیٰ الباز، الطبعۃ الاولیٰ، 1420ھ/2000م۔

۱۰۔ حمودہ عبدالعاطی، ڈاکٹر، Islam in Focus، مترجم: رضابدخشانی، اسلام ایک زندہ حقیقت، لاہور، اسلامک بک پبلشرز، س.ن

۱۱۔ الخطابي، ابوسلیمان، حمد بن محمد (م-388ھ) معالم السنن شرح سنن ابی داود، تخریج: الاستاذ عبدالسلام عبدالشافی محمد، بیروت (لبنان): دارالکتب العلمیۃ، 1426ھ/2005م۔

۱۲۔ عبدالحکیم، خلیفہ، ڈاکٹر، اسلام کا نظریہ حیات، لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، طبع ثانی، 1970ء

۱۳۔ علوش، ابوعبداللہ عبدالسّلام بن محمد، مسند ابی ھریرۃ، بیروت (لبنان): دارالفکر، 1423ھ/2002م۔

۱۴۔ المسلم، ابوالحسین، مسلم بن الحجاج، القشیری (م-261ھ) صحیح مسلم، الریاض: مکتبۃ دارالسلام، الطبعۃ الثانیۃ، 1421ھ/2000م۔

۱۵۔ النسائی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب، الإمام، سنن النسائی، بیروت (لبنان): دارالفکر، 1415ھ/1995م۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ اسلام ایک زندہ حقیقت، ص70

۲۔ اسلام کا نظریہ حیات، ص113-114

۳۔ آزاد، ابوالکلام، قرآن کا قانون عروج وزوال [لاہور: داتا پبلشرز، 1980ء] ص:79-81 ملخصاً

۴۔ ابوداؤد، سنن، کتاب السنۃ، باب مجانبۃ اھل الاھواء، رقم الحدیث 4599، ص650

۵۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، کتاب الادب، باب رحمۃ الناس، رقم الحدیث 6011، 89/4؛
و مسند، سنن، کتاب البر والصلۃ، باب تراحم، رقم الحدیث 6586، ص1131

٦۔ بخاری، کتاب الایمان، ز باب السلم من سلم ...... [بیروت (لبنان): دارالکتب العلمیة، 1423ھ/ 2002م]
رقم الحدیث 10، 11/1

۷۔ حاکم، المستدرك على الصحيحين، كتاب الإيمان، رقم الحديث 24، 13/1

۸۔ بخاری، کتاب الادب، باب ینهی عن الكذب، رقم الحديث 6094، 108/4

۹۔ بخاری، ،کتاب الادب ،باب الحياء، رقم الاحاديث 6117، 6118، 6120، 113/4-114

۱۰۔ ایضاً ،ایضاً ، باب اکرام الضیف، رقم الحدیث 6136، 118/4

۱۱۔ ایضاً ،ایضاً ،باب اکرام الکبیر، رقم الحدیث 6142، 6143، 120/4

۱۲۔ ایضاً ،ایضاً ،باب قول النبی ﷺ: انما الكرم قلب المؤمن، 130/4

۱۳۔ ایضاً ،ایضاً ،باب التسلیم، رقم الحدیث 6245، 147/4

۱۴۔ ایضاً ،کتاب الرقاق، باب کن فی الدنیا، رقم الحدیث 6416، 190/4

۱۵۔ ایضاً، ایضاً، باب ماقدم من ماله، رقم الحدیث 6442، 195/4

۱٦۔ ایضاً، کتاب الرقاق، باب الغنی غنی...... رقم الحدیث 6446، 197/4

۱۷۔ ایضاً، کتاب الرقاق، باب فضل الفقر...... رقم الحدیث 6447، 198/4

۱۸۔ رایویه، اسحق، (ایڈیٹر جمیلہ شوکت) مسند عائشة ، رقم الحدیث 541، ص223

۱۹۔ بخاری، کتا ب الرقاق، باب القصد.. رقم الحدیث: 6463، 601/4؛ و مسند ابی هريرة، رقم الحديث 1509، 261/1

۲۰۔ ایضاً، کتاب الرقاق، باب القصد...، رقم الحدیث 6465، 601/4

۲۱۔ ایضاً، کتاب الرقاق، باب حفظ اللسان ، رقم الحدیث 6478، 604/4

۲۲۔ بخاری، کتاب الرقاق، باب حجبت النار...... رقم الحدیث 6487، 607/4

۲۳۔ ایضاً، کتاب الرقاق، باب لینظر الی من ...... رقم الحدیث 6490، ص:1125 ؛ و
مسلم، محمد، صحیح ،سنن، کتاب الزهد، با ب الدنیا سجن، رقم الحدیث 7428، ص1283

۲۵۔ ابن حبان، صحیح، کتاب البرو الاحسان ، ذکر الاستحباب للمرء...... رقم الحدیث 362 ص112 ؛ و

مسند، سنن ، کتاب الزهد، باب الدنیا سجن، رقم الحدیث7430، ص1283

۲۶۔ بخاری ، کتاب الرقاق، باب الاعمال بالخواتیم ، رقم الحدیث6493،608/4

۲۷۔ ابن ماجه، ابواب الزهد، باب الورع و التقوی، رقم الحدیث4217، ص614

۲۸۔ مسند، کتاب البرو الصلة، باب تفسیر البر، رقم الحدیث6517 ,6516، ص1120

۲۹۔ ایضاً حواله مذکور ، کتاب البرو الصلة، باب تحریم التحاسد، رقم الحدیث 6526، ص1122؛

۳۰۔ ایضاً حواله مذکور، باب تحریم الهجر، رقم الحدیث6532، ص1123؛ و

مسند ابی هریرة: " لا هجرة فوق ثلاثٍ ، فمن هجر اخاه فوق ثلاث ، فمات دخل النار" رقم الحدیث2145، 363/1

۳۱۔ مسند ،کتاب البرو الصلة، باب تحریم الهجر، رقم الحدیث6536، ص1123؛ و

مسند ابی هریرة، رقم الحدیث 303، 84/1؛ و رقم الحدیث2368، 410/1

۳۲۔ مسند ابی هریرة، رقم الحدیث 1247، 216/1

۳۳۔ مسند ابی هریرة، رقم الحدیث1300، 225/1؛ ایک دوسری روایت میں آپؐ نے یہ بھی فرمایا:

" فلیس منی و لست منه "، رقم الحدیث 6237، 461/2؛ و ن ، [بیروت(لبنان): دارالفکر، 1415ھ/ 1995م]

کتاب تحریم الدم، باب التغلیظ، رقم الحدیث4120، 7-8-129/8؛

۳۴۔ نسائی، سنن، کتاب تحریم الدم، باب قتال المسلم ، رقم الاحادیث 4110-4111، ص7-8-127/8

۳۵۔ مسلم ، کتاب البرو الصلة، باب مداراة من یتقی فحشه، رقم الحدیث6596، ص1132

۳۶۔ حاکم، المستدرك علی الصحیحین ، رقم الحدیث 14/1،26

۳۷۔ ایضاً

۳۸۔ " خمس من حقّ المسلم علی المسلم ردّ التّحیّة و إجابة الدّعوة و شهود الجنازة ، و عیادة المریض، و تشمیت العاطس إذا حمد اللّٰه عزّوجلّ " مسند ابی هریرةؓ، رقم الحدیث5590، 365/2؛

اس کی اہمیت کا اندازہ صحیح مسلم کی اس حدیثِ قدسی کی روایت سے بھی ہوتا ہے جس میں یوم قیامت اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ''اے ابن آدم میں بیمار ہوا، تو نے میری عیادت نہ کی۔ تو وہ کہے گا کہ اے رب میں کیسے عیادت کرتا جبکہ تو ربّ العالمین ہے، تو فرمائے گا کہ تجھے علم نہ تھا کہ فلاں بندہ بیمار ہے تو نے اس کی عیادت نہ کی اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا، اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا لیکن تو نے مجھے کھانا نہ دیا، تو وہ کہے گا کہ میں تجھے کیسے کھلاتا تو تو ربّ العالمین ہے، پروردگار فرمائے گا کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا مگر تو نے نہ دیا، اگر تو اس کو کھلاتا تو اس کو میرے پاس پاتا، اے آدم کے بیٹے، میں نے تجھ سے پانی مانگا مگر تو نے مجھ کو پانی نہ پلایا، تو وہ کہے گا اے ربّ میں تجھے کیسے پلاتا تو تو ربّ العالمین ہے، پروردگار کہے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا مگر تو نے نہ پلایا، اگر تو اس کو پلاتا تو اسے میرے پاس پاتا۔'' یہ شخصی آداب نہ صرف فرد کی نجات اور آخرت کی کامیابی بلکہ اجتماعی عمرانیاتی زندگی میں جماعتی ذمہ داریوں اور دوسروں کے ساتھ ربط و تعلق کی استواری کی اہمیت اجاگر کرتے ہیں،

مسلم، صحیح ، کتاب البرو الصلة، باب فضل عیادة المریض، رقم الحدیث6556، ص1126

۳۹۔ مسند ابی هریرة ، رقم الحدیث 4015، 143/2، و د ، کتاب الادب، باب فی شکرا لمعروف،رقم الحدیث4811، ص260/3

۴۰۔ الخطابی، ابو سلیمان حمد بن محمد (م-388ھ) معالم السّنن شرح سنن أبی داؤد [(تخریج: الأستاذ عبدالسلام عبدالشافی محمد)بیروت (لبنان): دارالکتب العلمیة، 1426ھ/2005م] کتاب الادب، باب شکر المعروف، رقم الحدیث1324، 105/4

۴۱۔ مسند ابی هریرة ، رقم الحدیث4485، 207/2

۴۲۔ مسند ابی هریرة ، رقم الحدیث4504، 210/2

۴۳۔ مسند ابی هریرة ، رقم الحدیث 5491، 353/2

۴۴۔ مسند ابی هریرة ، رقم الحدیث 6295، 471/2

۴۵۔ مسلم، صحیح ، کتاب السلام ، باب تحریم اقامة الانسان ، رقم الحدیث 5683، ص967؛ و ت ، کتاب الأدب، باب کراهیة ان یقام ...... رقم الحدیث 2750 ,2749، 514/3

۴۶۔ مسلم، صحیح ، کتاب السلام، باب اذا قام ...... رقم الحدیث 5689، ص968 و د ،کتاب الادب ، باب اذا قام ، رقم الحدیث 4853، 269/3،امام ترمذی نے وهب بن حذیفه سے یه روایت نقل کی هے "الرجل أحق بمجلسه، و إن خرج لحاجته ثم عاد فهو أحق بمجلسه" کتاب الأدب ، باب ماجاء اذا قام الرجل، رقم الحدیث 2751، 515/3

۴۷۔ مسند ابی هریرة ، رقم الحدیث810، 156/1

۴۸۔ بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهین، رقم الحدیث 5885، ص1036؛ و ترمذی، محمد بن عیسیٰ ، کتاب الأدب، باب ماجاء فی المتشبهات، رقم الحدیث 2784، 531/3

۴۹۔ مسلم، صحیح ، کتاب الإسلام ، باب تحریم مناجاة ، رقم الحدیث 5694، ص970 ؛ و ت ، کتاب الادب، باب ماجاء لایتناجی، رقم الحدیث 2825، 553/3

۵۰۔ مسلم، صحیح ،کتاب البرو الصلة، باب تحریم ظلم المسلم ، رقم الحدیث 6543، ص1124

۵۱۔ ایضاً، کتاب البرو الصلة، باب نصر الاخ...... رقم الحدیث 6582، ص1130

۵۲۔ نسائی ، کتاب تحریم الدم، باب تحریم القتل، رقم الحدیث 4122-4123، 130/7

۵۳۔ نسائی ،کتاب تحریم الدم، باب مایفعل من تعرض لماله ، رقم الحدیث 4087، 119/7

۵۴۔ نسائی ، کتاب تحریم الدم، باب من قاتل دون دینه، رقم الحدیث 4102،4101 ، 122/7

۵۵۔ مسلم، صحیح ، کتاب الفتن، باب اذاتواجه المسلمان، رقم الحدیث 7252، ص1250، و ابو داؤد ، کتاب الفتن، باب النهی عن القتال، رقم الحدیث 4268، 106/3 ؛ و نسائی ، کتاب تحریم الدم، باب تحریم القتل، رقم الحدیث 4126-4127، 131/7

۵۶۔ مسلم، صحیح ، کتاب الفتن، باب فضل الاحسان، رقم الحدیث 7468، ص 1290

۵۷۔ ابو داؤد ، کتاب الأدب ، باب فی الجلوس، رقم الحدیث4815، 261/3

۵۸۔ ابو داؤد ، ایضاً، باب فی نقل الحدیث، رقم الحدیث 4869، 273/3

۵۹۔ ابو داؤد ، ایضاً،باب فی ذی الوجهین، رقم الحدیث 4873، 274/3

۶۰۔ ابو داؤد ، ایضاً، باب فی الغیبة، رقم الحدیث 4874، 274/3

۶۱۔ ابو داؤد ، ایضاً، باب فی الغیبة، ، رقم الحدیث 4876، 274/3

۶۲۔ *ایضاً حواله مذکور،رقم الحدیث*4882،275/3

۶۳۔ ابو داؤد ، کتاب الأدب ، باب فی المعاریض، رقم الحدیث 4971،299/3

۶۴۔ خاندانی حقوق وفرائض، ص 310

۶۵۔ ابو داؤد ، کتاب الأدب، باب فی الوقار، رقم الحدیث 4776، 253/3207/

۶۶۔ ترمذی ، کتاب الفتن، باب ماجاء فی لزوم الجماعة ، رقم الحدیث2165